سورة يوسف

آيات ۴۶ - ۵۷

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ
يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ
فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ
اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَ فِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ ع
وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ
اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ
مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۫ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ
لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَ مَاۤ اُبَرِّئُ
نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ؕ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾
وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾
قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾ وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا
حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۷﴾ ع

يُوسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾

يُوسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ - اے یوسف، اے سراپا راستباز!

صِدِّیق ، صِدْقٌ، مصدر سے مبالغے کا صیغہ، بہت سچا جو قول میں سچا ہو اور اپنے عمل سے صدق کو ثابت کرے

اَفْتِنَا - آپ بتائیں ہم کو (خواب کی تعبیر)

اَفْتٰی یُفْتِیْ ، اِفْتَآءٌ - بتانا، خبر دینا (۱۷)

فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ - سات موٹی گائیوں (کے بارے) میں

سِمَانٍ - فربہ (موٹی)

یَّاْکُلُھُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ - ان کو کھا رہی ہیں سات دبلی گائیں

عِجَافٌ - لاغر، دبلی، پتلی

وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ - اور سات (اناج کی) بالیں ہیں ہری بھری

سُنْۢبُلٰت: (واحد سُنْۢبُلَةٌ) بالیاں، خوشے

وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ -اور دوسری (سات بالیں) سُوکھی

یٰبِسٰت - سوکھی ہوئی، خشک

اردو میں: رطب و یابس (خشک و تر)

لَّعَلِّیْۤ اَرْجِعُ - تاکہ میں لوٹوں (تعبیر لے کر)

اِلَی النَّاسِ - لوگوں کی طرف

لَعَلَّھُمْ یَعْلَمُوْنَ - شاید (تاکہ) وہ جان لیں

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ

قَالَ تَزْرَعُوْنَ - (یوسف نے) کہا: کھیتی باڑی کروگے تم

زَرَعَ يَزْرَعُ ، زَرْعٌ - بونا، کاشت کرنا

سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا - سات سال تک لگاتار

دَاَبَ يَدْاَبُ ، دَاَبًا - کسی کام میں لگاتار لگنا

فَمَا حَصَدْتُّمْ - پھر جو فصل کاٹو تم

حَصَدَ يَحْصُدُ ، حَصَادٌ فصل کاٹنا، کٹائی کرنا

فَذَرُوْهُ - تو رہنے دینا اُسے

وَذَرَ يَذَرُ ، وَذْرٌ - چھوڑنا

فِيْ سُنْۢبُلِهٖٓ - اس کی بالیوں میں

سُنْبُلَةٌ بالی، خوشہ

اِلَّا قَلِيْلًا - سوائے تھوڑی مقدار کے

مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ - جن میں سے تم کھاؤگے

ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ - پھر آئیں گے اس کے بعد

سَبْعٌ شِدَادٌ - سات (سال) بہت سخت

شِدَادٌ - سخت، زبردست

يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿٤٨﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿٤٩﴾

يَّاْكُلْنَ مَا - وہ کھائیں گے اس کو جو

قَدَّمْتُمْ - انہوں نے آگے بھیجا ہوگا (بچا کے رکھا ہوگا)

قَدَّمَ يُقَدِّمُ ، تَقْدِيْمٌ - آگے بھیجنا (II)

لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا - ان سالوں کے لیے، مگر تھوڑا سا

[تھوڑا بچے گا جو تم نے محفوظ کر رکھا ہوگا]

مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ - اس میں سے جو تم محفوظ رکھو گے

اَحْصَنَ يُحْصِنُ ، اِحْصَانٌ روکنا، بچا کر رکھنا، محفوظ کرنا (IV)

مُحْصَنَات شوہر دار عورتیں (نکاح کے حصار میں محفوظ عورتیں)

ثُمَّ يَاْتِيْ - پھر آئے گا

مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ - اس کے بعد

عَامٌ فِيْهِ - ایک سال

عَامٌ - سال

يُغَاثُ النَّاسُ - بارش برسائی جائے گی لوگوں پر

غَاثَ يَغِيْثُ ، غَيْثٌ - بارش برسانا

وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ

وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ - اور اس میں وہ رس نچوڑیں گے (پھلوں کا)

عَصَرَ يَعْصِرُ ، عَصْرٌ - رس نچوڑنا

يُوسُفُ أَيُّهَا الصِّدِّيقُ أَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَسَبْعِ سُنْبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَاتٍ لَعَلِّي أَرْجِعُ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَعْلَمُونَ ﴿٤٦﴾ قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ ﴿٤٧﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ
مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تُحْصِنُونَ ﴿٤٨﴾ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ﴿٤٩﴾

اس نے جا کر کہا "یوسفؑ، اے سراپا راستی، مجھے اس خواب کا مطلب بتا کہ سات موٹی گائیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں ہری ہیں اور سات سوکھی شاید کہ میں اُن لوگوں کے پاس جاؤں اور شاید کہ وہ جان لیں، یوسفؑ نے کہا "سات برس تک لگاتار تم لوگ کھیتی باڑی کرتے رہو گے اس دوران میں جو فصلیں تم کاٹو اُن میں سے بس تھوڑا سا حصہ، جو تمہاری خوراک کے کام آئے، نکالو اور باقی کو اس کی بالیوں ہی میں رہنے دو، پھر سات برس بہت سخت آئیں گے اُس زمانے میں وہ سب غلہ کھا لیا جائے گا جو تم اُس وقت کے لیے جمع کرو گے اگر کچھ بچے گا تو بس وہی جو تم نے محفوظ کر رکھا ہو، اس کے بعد پھر ایک سال ایسا آئے گا جس میں باران رحمت سے لوگوں کی فریاد رسی کی جائے گی اور وہ رس نچوڑیں گے

Then he went to Joseph and said to him: "Joseph, O truthfulness incarnate, tell the true meaning of the dream in which seven fat cows are devoured by seven lean ones; and there are seven green ears of corn and seven others dry and withered so that I may return to the people and they may learn."
Joseph said: "You will cultivate consecutively for seven years. Leave in the ears all that you have harvested except the little out of which you may eat. Then there will follow seven years of great hardship in which you will eat up all you have stored earlier, except the little that you may set aside. Then there will come a year when people will be helped by plenty of rain and they will press (grapes)."

يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّيْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ
دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾

شاہی ساقی کی حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضری اور درخواست

- ساقی جو بادشاہ کا مقرب ہونے کی وجہ سے ایک بڑی حیثیت کا مالک تھا بادشاہ کی اجازت سے قید خانے کی طرف گیا اور حضرت یوسف (علیہ السلام) سے ملاقات کی، وہ یوسف علیہ السلام سے انتہائی ادب و احترام سے مخاطب ہوا۔ اس لیے کہ وہ آپ کے ساتھ قید خانے میں رہ چکا تھا اور اسے اس بات کا یقین تھا کہ آپ (علیہ السلام) کوئی پیشہ ور نجومی نہیں کہ اٹکل پچو سے کوئی بات بتادیں بلکہ آپ اپنے قول و عمل میں نہایت راست باز اور اعلیٰ درجے کے سچے انسان ہیں اور آپ کی یہ پاکبازی و سچائی اور آپ کے اوصافِ حسنہ وہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا
- اس خطاب کے بعد شاہی ساقی نے بادشاہ کے خواب کا ذکر کیا (کہ سات دبلی گائیں ہیں جو سات فربہ گایوں کو نگل رہی ہیں اور سات خشک بالیاں ہیں جو سات سرسبز بالیوں کو کھا رہی ہیں) اور اس کی تعبیر پوچھی
- یہ شخص آٹھ نو سال کے بعد آپ کے پاس قید خانے میں آیا، آپ نے اسے نہ تو کوئی ملامت کی کہ اب تک مجھے بھولے رہا باوجود میرے کہنے کے تو نے آج تک بادشاہ سے میرا ذکر تک نہیں کیا، نہ کوئی طعنہ دیا، نہ کوئی شکایت کی اور نہ اس بات کا اظہار کیا کہ مجھے جیل خانہ سے رہا کیا جائے۔
- آپ نے بغیر کسی تمنا کے اظہار کے اور بغیر کسی شرط کے خواب کی تعبیر بتادی اور ساتھ تدبیر بھی
- آپ نے بتایا کہ سات سال تم کھیتی کرو گے، یہ زمانہ خوب بارشوں اور سرسبز و شادابی کا ہوگا، اس کے بعد سات سال شدید قحط و خشک سالی کے ہوں گے، پہلے سات سالوں میں جو فصلیں تم کاٹو ان میں سے بس تھوڑا سا حصہ، جو تمہاری خوراک کے کام آئے، نکالو اور باقی کو اس کی بالیوں ہی میں رہنے دو تاکہ وہ حشرات ارض اور دوسرے موسمی اثرات سے محفوظ رہیں

ثُمَّ يَأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿٤٨﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿٤٩﴾

- آپ نے خواب کی تعبیر کے ساتھ ۱۵سال کا دستورالعمل (Procedural guidelines) بھی بتا دیں
  - یوسف (علیہ السلام) نے مصر کی حکومت سے اذیت اٹھانے کے باوجود بھی اپنے علم و دانش کو عطا کرنے میں دریغ نہیں کیا
  - علم و دانش کو پوشیدہ رکھنا بالخصوص جب معاشرہ اس کا محتاج ہو نیک اور پاک دل انسانوں کی شایانِ شان نہیں
  - حکومتوں کو اقتصادی پروگرام دینا اور انسانوں کو چاہے کافر ہی ہوں بھوک، قحط اور مشکلات سے نجات دینا جائز اور پسندیدہ کام ہے
  - اقتصادی بحران اور پریشانیوں سے بچنے کیلئے بچت سے کام لینا اور بحرانی حالات سے نمٹنے کیلئے تیاری ضروری ہے۔
  - اقتصادی مشکلات اور بحران میں معاشرتی اقتصادی ترقی کے شرائط سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔
  - حکومت کے لیے بحرانی اور قحط کی صورتحال میں غذائی مواد کی پیداوار اور تقسیم میں کنٹرول ضروری ہے۔
  - حکمرانوں کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں کی فلاح و خوشحالی کے لیے اقتصادی مسائل کی پیش بینی اور حساب و کتاب (forecasting and accounting for economic issues) پر مشتمل پروگرام مرتب کریں
- Tags: اقتصادی بحران کی پیش بینی کرنے کی اہمیت ؛ اقتصادی بحران میں پیداوار بڑھانا ؛ اقتصادی بحران میں تقسیم ؛ اقتصادی بحران میں دستور العمل و پروگرام بنانا ؛ اقتصادی پروگرام بنانے کی اہمیت ؛ اقتصادی ترقی سے استفادہ کرنا ؛ حکمرانوں کی ذمہ داریاں؛ بحرانی حالات میں حکمرانی، کھیتی باڑی کی اہمیت، منصوبہ بندی کی اہمیت، بچت کی اہمیت

وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّيْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ

وَ قَالَ الْمَلِكُ - اور (یہ تعبیر سُن کر) کہا بادشاہ نے

ائْتُوْنِيْ بِهٖ - لاؤ میرے پاس اسے

اَتٰى يَاْتِيْ ، اِتْيَانٌ - اگر با کے ساتھ ہو تو معنی لانا

فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ - پھر جب آیا اس (یوسفؑ) کے پاس پیغام لانے والا

جَآءَ يَجِيْءُ ، مَجِيْءٌ - آنا

قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ - (تو) یوسف نے کہا: واپس جاؤ اپنے آقا کے پاس

فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ - اور پوچھو اس سے کہ کیا معاملہ ہے ان عورتوں کا

بَالَ يَبُوْلُ ، بَوْلاً - اندر کی چیز کو باہر نکالنا (جیسے تھوک، بلغم، پیشاب وغیرہ)

(اندر کی بات، دل میں چھپی ہوئی بات، حقیقت)

الّٰتِيْ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ - جنہوں نے کاٹ لیے تھے اپنے ہاتھ

قَطَّعَ يُقَطِّعُ ، تَقْطِيْعٌ - کاٹنا (II)

اِنَّ رَبِّيْ - بیشک میرا رب

بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ - ان کی چالوں سے پوری طرح باخبر ہے

كَيْدِ - مکر، فریب، چال

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ - کیا معاملہ ہے تم عورتوں کا

(کیا مدعا تھا تمہارا)

خَطْبُ - حال حقیقت، (اہم) معاملہ

اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۫ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ

اِذْ رَاوَدْتُّنَّ - جب تم عورتوں نے پھسلایا

(ر و د) رَاوَدَ يُرَاوِدُ ، مُرَاوَدَةٌ - بہکانا، پھسلانا، ورغلانہ (III)

يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ - یوسفؑ کو اس کے نفس (کے تھامنے) سے

قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ - عورتوں نے کہا، اللہ کی پاکیزگی ہے

حَاشَ لِلّٰهِ ۔ اللہ کی پاکیزگی کے لیے آتا ہے اللہ تمام صفاتِ عجز سے پاک ہے (کلمۂ تعجب)

مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ - نہیں جانا (پائی) ہم نے اس میں کوئی برائی

قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ - عزیز کی عورت (بیوی) نے کہا

الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ - اب (جبکہ) سامنے آگیا حق

اَلْئٰنَ - اب، اس وقت (Time adverb)

(ح ص ح ص) حَصْحَصَ يُحَصْحِصُ ، حَصْحَصَةٌ - ظاہر ہونا، واضح ہونا (quadrilateral root word)

اَنَا رَاوَدْتُّهٗ - میں نے (ہی) پھسلایا اس کو

عَنْ نَّفْسِهٖ - اس کے نفس (کو تھامنے) سے

وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ - اور بے شک وہ یقیناً سچوں میں سے ہے

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ﴿٥٠﴾
قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدتُّنَّ يُوسُفَ عَن نَّفْسِهِ ۚ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِن سُوءٍ ۚ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ أَنَا
رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٥١﴾

بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ مگر جب شاہی فرستادہ یوسفؑ کے پاس پہنچا تو اس نے کہا "اپنے رب کے پاس واپس جا اور اس سے پوچھ کہ اُن عورتوں کا کیا معاملہ ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے؟ میرا رب تو ان کی مکاری سے واقف ہی ہے" اس پر بادشاہ نے ان عورتوں سے دریافت کیا "تمہارا کیا تجربہ ہے اُس وقت کا جب تم نے یوسفؑ کو رجھانے کی کوشش کی تھی؟" سب نے یک زبان ہو کر کہا "حاشاللہ، ہم نے تو اُس میں بدی کا شائبہ تک نہ پایا" عزیز کی بیوی بول اٹھی "اب حق کھل چکا ہے، وہ میں ہی تھی جس نے اُس کو پھسلانے کی کوشش کی تھی، بے شک وہ بالکل سچا ہے

The king said: "Bring this man to me." But when the royal messenger came to Joseph he said: "Go back to your master and ask him about the case of the women who had cut their hands. Surely my Lord has full knowledge of their guile."

Thereupon the king asked the women: "What happened when you sought to tempt Joseph?" They said: "Allah forbid! We found no evil in him." The chief's wife said: "Now the truth has come to light. It was I who sought to tempt him. He is indeed truthful."

محمد اقبال

وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْـَٔلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ۝٥٠

اس قصے کا اہم ترین باب

- بادشاہ خواب کی تعبیر سن کر بہت متاثر ہوا، اور اس کے دل میں حضرت یوسف (علیہ السلام) سے ملاقات اور براہ راست خواب کی تعبیر سننے کا اشتیاق پیدا ہوا، بادشاہ نے حکم دیا "ان کو فوراً قید خانے سے نکالو اور میرے پاس لاؤ"
- آپ نے رہائی کے اس حکم پر کوئی فوری ردِ عمل نہیں دیا اور فرمایا کہ پہلے شاہ مصر اور اس کے درباری، اور اہل مصر یہ معلوم کر لیں کہ میرا قصور کیا ہے؟ یعنی ان عورتوں والے قصے کی کیا صورت حال ہے جبکہ انھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے، آپ (علیہ السلام) نے واضح طور پر فرمایا کہ میرا پروردگار تو میری بے گناہی اور عفت کو جانتا ہے۔ مگر حقیقت سب پر واضح ہو
- **کردار کی عظمت**: جب آپ پر مصیبتیں اور آزمائشیں آئیں تو آپ نے شور ہنگامہ نہیں کیا۔ جزع فزع نہیں مچائی۔ کوئی ہائے واویلہ نہیں کیا، جب آزادی اور راحت مل رہی ہے تو آپ بے صبرے نہیں ہوگئے، سوچ سمجھ کے فیصلہ کیا (کہ مجھ کو پہلے اپنی بے گناہی کا اعلان کروانا ہے)
- اگر آپ بادشاہ کے بلانے پر فوراً چلے جاتے تو بادشاہ کے دل میں آپ کا وہ گہرا احترام پیدا نہ ہوتا جو آپ کے مذکورہ مطالبہ کی وجہ سے پیدا ہوا۔ آپ کے اس مطالبہ سے شاہ مصر نے جانا کہ یوسف انتہائی مدبر، حوصلہ مند، عالی ظرف، صابر اور دور اندیش ہیں اور آپ کی یہی صفات اور آپ کا یہی صبر واستقلال بعد میں آپ کے شاہ مصر بننے کا زینہ ثابت ہوا۔
- قرآن مجید میں آپ اس عظیم کردار کے حامل انسان نظر آتے ہیں لیکن اس مقام پر بائبل اور تلمود میں آپ کو ایک عام انسان سے بھی نیچے کردار کے حامل شخص کے طور پر پیش کیا گیا ہے ....

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ يُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ ۫ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾

بیگماتِ مصر کے واقعے کی تحقیق

- بادشاہِ مصر نے اس عورتوں کے ہاتھ کاٹنے والے اس واقعے کی تحقیق کروائی اوران عورتوں سے پوچھا کہ تمہارا کیا ماجرا ہے جب کہ تم نے یوسف کو پھسلانے کی کوشش کی؟ (باشاہ کے سوال سے ظاہر ہے کہ وہ بھی یوسف کو بے گناہ سمجھتا تھا)

☞ سچائی اپنے ظہور کے لیے صبر کا مطالبہ کرتی ہے۔ اگر کوئی اللہ کا بندہ اس کو اختیار کرلے اور جو صبر اس کے لیے مطلوب ہے اس کا حق ادا کردے تو وہ وقت لازماً آتا ہے جب اس کی صداقت کی صدائے باز گشت درودیوار سے سنائی دیتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک وقت آتا ہے جب دشمن بھی اس کی گواہی دیتے ہیں۔

- جواب میں بیگمات مصر نے اعتراف کیا کہ ہم نے یوسف (علیہ السلام) میں ایسی کسی کمزوری کا شائبہ بھی نہیں پایا، ان میں عزیزِ مصر کی بیوی بھی تھی وہ ضمیر کی ملامت سے مجبور ہو کر بول اٹھیں کہ اب جبکہ ہر بات کھل گئی ہے اور حق پوری طرح واضح ہوگیا ہے تو میں اس بات کا اعتراف کرتی ہوں کہ میں نے یوسف (علیہ السلام) کو بہکانے کی کوشش کی۔ یہ بیگمات مصر تک معاملہ بھی میری وجہ سے پہنچا۔ انھیں بھی میں نے گھر میں دعوت دی تھی۔ اس لیے جو کچھ ذمہ داری ہے وہ مجھ پر عائد ہوتی ہے۔ جہاں تک یوسف (علیہ السلام) کا تعلق ہے وہ یقینا راست باز لوگوں میں سے ہے۔
- عزیزِ مصر کی بیوی اور دیگر عورتوں کا اعتراف سن کر وہاں ہر ایک حضرت یوسف کے بلند کردار اور خوبیوں کا معترف ہو چکا تھا، بادشاہِ مصر جو پہلے تعبیر اور پھر آپ کی خوبیان سن کر آپ کا معترف ہو چکا تھا، عورتوں کا یہ اعتراف سن کر آپ کا گرویدہ ہوگیا
- حضرت یوسف کے عظیم صبر نے حالات کا رخ یکسر بدل دیا تھا

ذٰلِكَ لِيَعۡلَمَ اَنِّىۡ لَمۡ اَخُنۡهُ بِالۡغَيۡبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِىۡ كَيۡدَ الۡخَآئِنِيۡنَ ﴿۵۲﴾ وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفۡسِىۡ‌ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىۡ ‌ؕ اِنَّ رَبِّىۡ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۵۳﴾

ذٰلِكَ لِيَعۡلَمَ اَنِّىۡ - یوسف نے کہا) یہ (اس لئے) ہے کہ وہ (عزیز مصر) جان لے کہ میں

لَمۡ اَخُنۡهُ بِالۡغَيۡبِ - اس کی خیانت نہیں کی اس کی غیر حاضری میں

خَانَ یَخُوْنُ ، خَوْنًا و خِیَانَةٌ - خیانت کرنا

وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِىۡ - اور بے شک اللہ کامیاب نہیں ہونے دیتا

كَيۡدَ الۡخَآئِنِيۡنَ - کوئی چال خیانت کرنے والوں کی۔

خَائِن - خیانت کرنے والا

وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفۡسِىۡ - اور نہیں برات کر رہا ہوں میں اپنے نفس کی

بَرَّاَ یُبَرِّئُ ، تَبْرِئَةٌ - بری قرار دینا (II)

اِنَّ النَّفۡسَ - بیشک نفس

لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ - تو ضرور اکساتا ہے بدی پر

أَمَّارَة ، اَمْرٌ مصدر سے مبالغہ کا صیغہ (بڑا حکم دینے والا ، بہت زیادہ امر کرنے والا اور ترغیب دینے والا)

اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىۡ - مگر یہ کہ کسی پر رحمت ہو میرے رب کی

اِنَّ رَبِّىۡ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ - بیشک میرا رب بہت معاف فرمانے والا ، بہت رحم کرنے والا ہے

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖٓ - اور کہا بادشاہ نے لاؤ میرے پاس اس کو

اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ - تاکہ مخصوص کرلوں میں اسے اپنے لیے۔

اِسْتَخْلَصَ یَسْتَخْلِصُ ، اِسْتِخْلَاصٌ
خالص کرنا، مخصوص کرنا (X)

اردو: اخلاص، خالص، تخلص، خلوص، مخلص

فَلَمَّا كَلَّمَهٗ - پھر جب گفتگو کی اس سے

قَالَ اِنَّكَ - تو (بادشاہ نے) کہا بیشک تو

الْیَوْمَ لَدَیْنَا - آج سے ہمارے پاس

مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ - ایک امانتدار قدر و منزلت والے ہو

مَكِیْن - مرتبے والا

اَمِیْن - امانت دار

قَالَ اجْعَلْنِیْ - (یوسف نے) کہا: بنادو مجھے

عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ - زمین کے خزانوں پر (وزیر)

خَزَآئِن جمع ہے خَزَانَةٌ / خَزِیْنَةٌ کی (خزانے)

اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ - بیشک میں حفاظت کرنے والا ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں

حَفِیْظ - حفاظت کرنے والا

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِى الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا - اور اس طرح ہم نے اختیار (اقتدار) دیا

مَكَّنَ يُمَكِّنُ ، تَمْكِيْنٌ - جگہ دینا، اقتدار دینا (II)

لِيُوسُفَ فِى الْاَرْضِ - یوسفؑ کو اس سرزمین میں

يَتَبَوَّاُ مِنْهَا - (کہ) وہ رہے اس (ملک) میں

تَبَوَّاَ يَتَبَوَّاُ ، تَبَوُّءٌ - جگہ پکڑنا، جگہ بنانا، رہنا (V)

حَيْثُ يَشَآءُ - جہاں چاہے

نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا - ہم پہنچاتے ہیں اپنی رحمت کو

اَصَابَ يُصِيْبُ ، اِصَابَةٌ - پہنچانا (IV)

مَنْ نَّشَآءُ - اسے جسے ہم چاہتے ہیں

وَلَا نُضِيْعُ - اور ہم ضائع نہیں کرتے

اَضَاعَ يُضِيْعُ ، اِضَاعَةٌ - ضائع کرنا (IV)

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ - اجر اچھے کام کرنے والوں کا

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ - اور یقیناً آخرت کا اجر بہتر ہے ان کے لیے جو

اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ - ایمان لائے اور تقویٰ کرتے رہے

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ۝٥٢ وَ مَآ اُبَرِّئُ نَفْسِىْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىْ ؕ اِنَّ رَبِّىْ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ۝٥٣ وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِىْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِىْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۝٥٤ قَالَ اجْعَلْنِىْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ
حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ۝٥٥ وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝٥٦

(یوسفؑ نے کہا) "اِس سے میری غرض یہ تھی کہ (عزیز) یہ جان لے کہ میں نے درپردہ اس کی خیانت نہیں کی تھی، اور یہ کہ جو خیانت کرتے ہیں ان کی چالوں کو اللہ کامیابی کی راہ پر نہیں لگاتا، میں کچھ اپنے نفس کی براءَت نہیں کر رہا ہوں، نفس تو بدی پر اکساتا ہی ہے الا یہ کہ کسی پر میرے رب کی رحمت ہو، بے شک میرا رب بڑا غفور و رحیم ہے

بادشاہ نے کہا "اُنہیں میرے پاس لاؤ تاکہ میں ان کو اپنے لیے مخصوص کر لوں" جب یوسفؑ نے اس سے گفتگو کی تو اس نے کہا "اب آپ ہمارے ہاں قدر و منزلت رکھتے ہیں اور آپ کی امانت پر پورا بھروسا ہے، یوسفؑ نے کہا، "ملک کے خزانے میرے سپرد کیجیے، میں حفاظت کرنے والا بھی ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں، اِس طرح ہم نے اُس سرزمین میں یوسفؑ کے لیے اقتدار کی راہ ہموار کی وہ مختار تھا کہ اس میں جہاں چاہے اپنی جگہ بنائے ہم اپنی رحمت سے جس کو چاہتے ہیں نوازتے ہیں، نیک لوگوں کا اجر ہمارے ہاں مارا نہیں جاتا، اور آخرت کا اجر کہیں بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے اور تقویٰ پر قائم رہے

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿٥٢﴾ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِىْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ
اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىْ ؕ اِنَّ رَبِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥٣﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِىْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِىْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ
لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿٥٤﴾ قَالَ اجْعَلْنِىْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّىْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿٥٥﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ ۚ
يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٧﴾ ع

Joseph said: "I did this so that he [i.e. the chief) may know that I did not betray him in his absence, and that Allah does not allow the design of the treacherous to succeed.
I do not seek to acquit myself; for surely one's self prompts one to evil except him to whom my Lord may show mercy. Verily my Lord is Ever Forgiving, Most Merciful.
The king said: "Bring him to me. I will select him exclusively for my own service." So when Joseph spoke to him the king said: "You are now one of established position, fully-trusted by us."
Joseph said: "Place me in charge of the treasures of the land. I am a good keeper and know my task well."
Thus did We establish Joseph in the land so that he could settle wherever he pleased. We bestow favour, out of Our Mercy, on whomsoever We please, and We do not cause the reward of those who do good to go to waste.

محمد اقبال

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِیْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾

تحقیقات کے مطالبے کا سبب

- بادشاہِ مصر کی تحقیات میں عورتوں کی گواہی اور عزیز مصر کی بیوی کے اعترافِ جرم کے بعد جب حق نکھر کر سامنے آگیا تو اس وقت یوسف (علیہ السلام) نے لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ میں نے یہ مطالبہ اس لیے کیا تھا کہ میری حالت بادشاہِ مصر اور عام لوگوں پر بالکل واضح ہو جائے کہ مجھے بالکل بے گناہ جیل میں ڈالا گیا تھا۔ میں نے عزیز کے ساتھ اس کی پیٹھ پیچھے کوئی بے وفائی اور خیانت نہیں کی۔ اور یہ حقیقت بھی اچھی طرح واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ خائنوں اور بے وفاؤں کی چال کو کامیاب و بامراد نہیں کرتا بلکہ بالآخر وہ نامراد ہوتے ہیں اور جو لوگ سچائی اور وفاداری پر استوار رہتے ہیں وہی سرخرو اور بامراد ہوتے ہیں۔
- حضرت یوسف (علیہ السلام) نے اس معاملے کی تحقیق کا سبب بتایا لیکن اس سے لوگوں کو یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ یوسفؑ اپنے آپ کو پارسا سمجھتے ہیں اور اپنی پارسائی کو شہرت دینا چاہتے ہیں (حالانکہ کسی نیک سے نیک آدمی کو بھی اپنی نیکی پر گھمنڈ نہیں ہونا چاہیے)۔اس احساس کے تحت انہوں نے اس تاثر کا تدارک ضروری سمجھا
- آپ نے فوراً یہ حقیقت واضح فرمادی کہ کوئی میرے اس رویہ سے اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو کہ اپنے نفس کو میں گناہوں سے بالاتر سمجھتا ہوں، نفس میرے ساتھ بھی لگا ہوا ہے اور دوسرے لوگوں کی طرح یہ مجھے بھی برائی کی راہ سجھا سکتا ہے۔۔اس کے فتنوں سے محفوظ تو آدمی اسی وقت تک رہتا ہے جب تک خدا کی رحمت اور اس کا فضل شامل حال رہے۔ سو میں اگر فتنوں سے محفوظ رہا تو اس وجہ سے نہیں کہ میں اپنے اندر نفس نہیں رکھتا تھا بلکہ صرف اس وجہ سے محفوظ رہا کہ میرے رب کی رحمت و عنایت نے میری دست گیری فرمائی۔ میرا رب بخشنے والا اور بہت مہربان ہے

ذٰلِكَ لِيَعۡلَمَ اَنِّيۡ لَمۡ اَخُنۡهُ بِالۡغَيۡبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِيۡ كَيۡدَ الۡخَآئِنِيۡنَ ﴿۵۲﴾ وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفۡسِىۡ‌ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌ ۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّىۡ‌ ؕ اِنَّ رَبِّىۡ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۵۳﴾

- اپنے اوپر ناروا تہمت دور کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے
- اللہ کے ساتھ معاملہ درست ہو تو بھی لوگوں میں بدگمانی دور کرنا چاہیے
- سیدہ صفیہ بنت حیی (رض) بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اعتکاف کی حالت میں تھے، میں ایک رات آپ سے ملاقات کے لیے آئی، میں نے کچھ دیر گفتگو کی اور پھر گھر جانے کے لیے کھڑی ہوئی، (یہ رات کا وقت تھا) تو نبی ﷺ بھی کھڑے ہوگئے، تاکہ مجھے گھر تک پہنچا آئیں۔ میرا گھر (مدینہ کے ایک طرف) دار اسامہ بن زید میں تھا۔ راستے میں دو انصاری ملے، جب انھوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تو اپنی رفتار تیز کردی (ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ نبی ﷺ سے حیا کی وجہ سے چھپ گئے، کیونکہ آپ اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ تھے) آپ ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا : " ذرا رک جاؤ ! دیکھو ! یہ صفیہ بنت حیی ہے (یعنی تیز نہ چلو اور جان لو کہ اس وقت میرے ساتھ میری بیوی صفیہ ہے)۔" انھوں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول (ﷺ) ! سبحان اللہ ! (کیا آپ کے بارے میں ہم کوئی برا سوچیں گے) آپ ﷺ نے فرمایا : " شیطان انسان کے جسم میں اس طرح گردش کرتا ہے جس طرح خون، لہٰذا مجھے یہ ڈر لاحق ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں کوئی بات نہ ڈال دے۔ (مسلم، کتاب السلام، ۲۱۷۵- البخاری، کتاب الاعتکاف، ۲۰۳۸)
- لوگوں کی عزت و ناموس پر تجاوز کرنا، ان کے ساتھ خیانت ہے۔
- لوگوں سے خیانت کرنا، گناہ اور ناپسندیدہ کام ہے
- اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے مکر وفریب کو ثمر بار اور نتیجہ خیز نہیں ہونے دیتا

ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ۗ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵۳﴾

- لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہونے کی صورت میں اپنی عفت کو بچانا اور خلوت میں خیانت سے پرہیز کرنا، ایک پیغمبرانہ نیک خصلت ہے۔
- حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : ”میں اپنی اُمت کے ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو روز قیامت تہامہ کے پہاڑوں کے مثل نیکیاں لے کر حاضر ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ انہیں بے حیثیت اور پراگندہ ذروں کی طرح بکھیر دے گا۔“ حضرت ثوبانؓ نے دریافت کیا : یارسول اللہ ہمیں ان لوگوں کی حالت اور وصف بتلادیجئے تاکہ ہم نادانستہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جائیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”وہ تمہارے ہی بھائی بند ہوں گے ، تمہاری طرح راتوں میں عبادت بھی کرتے ہوں گے لیکن جب وہ لوگ تنہائی میں (لوگوں کی نگاہوں سے دور) ہوں گے تو تو حرام کاموں کا ارتکاب کریں گے“ (ابن ماجه، كتاب الزهد، 4245)
- سچائی پر صبر کا نتیجہ بالآخر ظاہر ہو کر رہتا ہے
- اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر، انسانوں کا نفس ان کو گناہوں کے ارتکاب اور برائیوں کی طرف ابھارتا ہے۔ (آپ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے "اللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو، فَلَا تَكِلْنِي إِلَي نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ، أَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ لَا اِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ -اے اللہ میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں سوایک لمحے کے لیے بھی مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر اور میرے سب کام بنا دے تیرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں" (مسند أحمد: ۲۰۴۳۰، ابو داود)
- انبیاء (علیہ السلام) بھی دوسروں کی طرح نفسانی کشش رکھتے ہیں۔
- گناہ کا ترک، برائیوں اور ان کی آلودگی سے پرہیز کرنا فقط اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے ممکن

وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي
الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ۭ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

حضرت یوسف کی زندگی کا نیا دور (آیات 54 تا 101)

- یوسف (علیہ السلام) نے بادشاہ کے خواب کی نہ صرف تعبیر بتادی بلکہ متوقع قحط کے مشکل حالات کو کنٹرول کرنے کے لیے ایسی تجویز دی کہ جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے تو بادشاہ کو یقین ہوگیا کہ یہ نوجوان یقیناً غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہے
- حضرت یوسف کے مطالبے پر بادشاہ کہ تحقیق سے جو سامنے آیا (یعنی حضرت یوسف بے گناہ ٹھہرے) تو بادشاہِ مصر آپ کی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ آپ کی سیرت و کردار کی پاکیزگی کا بھی انتہائی معترف ہوگیا، ایسا کردار و سیرت جو اس معاشرے میں مفقود تھا، آپ سے ملاقات کے بعد بادشاہِ مصر جو آپ کو اپنا معتمد خاص بنانے کا فیصلہ کر چکا تھا، نے بے ساختہ پیشکش کی کہ آپ (علیہ السلام) اس ملک کا اقتدار سنبھالیں کہ آپ مکین بھی ہیں اور امین بھی

(فرعون نے یوسف (علیہ السلام) سے کہا (سو تو میرے گھر کا مختار ہوگا اور میری ساری رعایا تیرے حکم پر چلے گی، فقط تخت کا مالک ہونے کے سبب سے میں بزرگ تر ہوں گا۔۔ دیکھ میں تجھے سارے ملک مصر کا حاکم بناتا ہوں۔۔ اور تیرے حکم کے بغیر کوئی آدمی اس سارے ملک مصر میں اپنا ہاتھ یا پاؤں ہلانے نہ پائے گا۔ (بائبل، کتاب پیدائش : ۴۱، ۳۹، ۴۵)

- حضرت یوسف (علیہ السلام) کا مطالبہ : کردہ پیشکش کے جواب میں حضرت یوسف (علیہ السلام) نے کہا میں اقتدار سنبھالنے کے لیے تیار ہوں لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ملک کے تمام ذرائع اور وسائل جن کا تعلق آمدنی سے ہے اور جن کی وجہ سے ملک چلتا ہے انھیں میرے حوالے کر دیجیے

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ۗ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

حضرت یوسف (علیہ السلام) نے یہ اختیارات کس غرض کے لیے مانگے؟

- انھوں نے اپنی خدمات اس لیے پیش کی تھیں کہ ایک کافر حکومت کے نظام کو اس کے کافرانہ اصول و قوانین ہی پر چلائیں یا ان کے پیش نظر یہ تھا کہ حکومت کا اقتدار اپنے ہاتھ میں لے کر ملک کے نظام تمدن و اخلاق و سیاست کو اسلام کے مطابق ڈھال دیں
- "حضرت یوسف (علیہ السلام) نے اجعلنی علی خزائن الارض جو فرمایا تو اس سے ان کی غرض صرف یہ تھی کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے احکام جاری کرنے اور حق قائم کرنے اور عدل پھیلانے کا موقع مل جائے اور وہ اس کام کو انجام دینے کی طاقت حاصل کرلیں جس کے لیے انبیاء (علیہ السلام) بھیجے جاتے ہیں۔ انھوں نے بادشاہی کی محبت اور دنیا کے لالچ میں یہ مطالبہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ جانتے ہوئے کیا تھا کہ کوئی دوسرا شخص ان کے سوا ایسا نہیں ہے جو اس کام کو انجام دے سکے" (تفهيم القرآن از کشاف)

یوسف علیہ السلام کے اس عمل پر اعتراضات!

1. کیا قرآن میں ہم کو پیغمبری کا یہی تصور ملتا ہے کہ اسلام کا داعی خود نظام کفر کو کافرانہ اصولوں پر چلانے کے لیے اپنی خدمات پیش کرے؟

2. کیا ایک راستباز انسان کا یہی کام ہے کہ قید خانے میں تو وہ اپنی پیغمبرانہ دعوت کا آغاز اس سوال سے کرے کہ "بہت سے رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ تعالیٰ جو سب پر غالب ہے۔" اور بار بار اہل مصر پر بھی واضح کردے کہ تمہارے ان بہت سے متفرق خود ساختہ خداؤں میں سے ایک یہ شاہ مصر بھی ہے اور صاف صاف اپنے مشن کا بنیادی عقیدہ یہ بیان کرے کہ "فرماں روائی کا اقتدار خدائے واحد کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے۔" مگر جب عملی آزمائش کا وقت آئے تو وہی شخص خود اس نظام حکومت کا خادم بلکہ ناظم اور محافظ اور پشت پناہ تک بن جائے جو شاہ مصر کی ربوبیت میں چل رہا تھا اور جس کا بنیادی نظریہ "فرماں روائی کے اختیارات خدا کے لیے نہیں بلکہ بادشاہ کے لیے ہیں" تھا؟

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ ۚ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ ۚ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ ۖ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾

یوسف علیہ السلام کے اس عمل پر اعتراضات

- یہ اعتراضات دراصل مسلمانوں کے دورِ انحطاط کی ذہنیت کی پیداوار ہیں جب مسلمانوں نے کافر حکومتوں کی چاکری کرنی تھی مگر اس پستی میں گرتے ہوئے اسلام اور اس کے علمبرداروں کی بلندی دیکھ کر انھیں شرم آئی، لہٰذا اس شرم کو مٹانے اور اپنے ضمیر کو راضی کرنے کے لیے یہ اپنے ساتھ اس جلیل القدر پیغمبر کے حکیمانہ عمل کو خدمت کفر قرار دیا اور یوں اپنے استعمار کی اپنی خدمت کا جواز پیش کیا
- یوسف علیہ السلام کا یہ عمل اور ان کی سیرت یہ سبق دے رہی ہے کہ اگر کسی ملک میں ایک اور صرف ایک مرد مومن بھی خالص اسلامی اخلاق اور ایمانی فراست و حکمت کا حامل ہو تو وہ تن تنہا مجرد اپنے اخلاق اور اپنی حکمت کے زور سے اسلامی انقلاب برپا کرسکتا ہے اور یہ کہ مومن کی اخلاقی طاقت (بشرطیکہ وہ اس کا استعمال جانتا ہو اور اسے استعمال کرنے کا ارادہ بھی رکھتا ہو) فوج اور اسلحہ اور سروسامان کے بغیر بھی ملک فتح کرسکتی ہے اور سلطنتوں کو مسخر کرلیتی ہے۔
- یوسف علیہ السلام کی اخلاقیات (morality) [صدق، امانت، دیانت] کی بدولت ان کو یہ مقام بلند ملا
- عوامی ذمہ داروں پر فائز لوگوں کے لیے امانت و دیانت ایک ناگزیر چیز ہے، جس کے اندر اخلاقی اقدار کی پاسداری ہوگی وہی امانت کا حق بہترین طور سے ادا کرسکے گا۔ اور جن کے اندر moral values ethies نہیں پائی جاتیں نہیں ہیں۔ وہ کہیں نہ کہیں گڑبڑ کا مظاہرہ ضرور کرے گا۔ دنیا میں بڑے بڑے سیکنڈلز میں ملوث لوگ جو خیانت بے ایمانی اور فراڈ کررہے ہیں۔ وہ کوئی جاہل نہیں ہیں۔ بڑی بڑی یونیورسٹیز سے اعلیٰ اعلیٰ اداروں سے پڑھ کر نکلے ہیں۔ انہیں سائنس، اکنامکس، فزکس اور کیمسٹری تو پڑھائی گئی ہے مگر امانت و دیانت اور اخلاقیات نہیں

اضافی مواد

Reference Material

آیات ۴۶ - ۵۷ (رموز و اسباق)

- اللہ تعالی کی مدد کے بغیر، انسانوں کا نفس ان کو گناہوں کے ارتکاب اور برائیوں کی طرف ابھارتا ہے۔
- گناہ کا ترک، برائیوں اور ان کی آلودگی سے پرہیز کرنا فقط اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے ممکن
- اللہ کی رحمت ان لوگوں کے شامل حال ہوتی ہے جو آزمائشوں کے مراحل سے کامیاب گزرتے ہیں
- ایمان تقویٰ کے بغیر اور تقویٰ بغیر ایمان کے آخرت کی نعمتوں سے بہرہ مند ہونے کے لیے کام نہیں آسکتا۔
- سچائی اپنے ظہور کے لیے صبر کا مطالبہ کرتی ہے۔ اگر کوئی اللہ کا بندہ اس کو اختیار کر لے اور جو صبر اس کے لیے مطلوب ہے اس کا حق ادا کر دے تو وہ وقت لازماً آتا ہے جب اس کی صداقت کی صدائے بازگشت در و دیوار سے سنائی دیتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک وقت آتا ہے جب دشمن بھی اس کی گواہی دیتے ہی (جیسا کہ حضرت یوسفؑ کے معاملے میں ہوا)
- باطل ہمیشہ کے لیے حق کو چھپا نہیں سکتا ہے، حق ایسی طاقت ہے جس کے سامنے دوسری طاقتیں سرنگوں ہو جاتی ہیں
- جس کا معاملہ اللہ کے ساتھ درست ہو، وہ دنیا و آخرت میں سرخرو رہتا ہے
- انسان کا کلام، اس کی شخصیت اور منزلت کو بیان کرنے والا ہوتا ہے
- تاریخ کے حوادث، ان کا ظہور اور وقوع محض ارادۂ الٰہی کے تحت ہے ا
- اسباب اور علل کو پیدا اور جاری کرنا، اللہ تعالیٰ کے اختیار اور ہاتھ میں ہے

آیات ۴۶ - ۵۷ (رموز و اسباق)

- یوسف (علیہ السلام) نے مصر کی حکومت سے اذیت اٹھانے کے باوجود بھی اپنے علم و دانش کو عطا کرنے میں دریغ نہیں کیا
- علم و دانش کو پوشیدہ رکھنا بالخصوص جب معاشرہ اس کا محتاج ہو نیک اور پاک دل انسانوں کی شایانِ شان نہیں
- کسی دینی اور انسانی ذمہ داری کو سنبھالنے کیلیئے اپنے مثبت خصوصیات کو بیان کرنا جائز ہے (جیسا کی یوسفؑ نے کیا)
- ماہر، لائق اور کام کو سمجھنے والے اشخاص کے لیے ضروری ہے کہ کسی ذمہ داری سے انکار نہ کریں بلکہ ان امور کے چلانے میں ذمہ داری کو قبول کریں
- مہتمم ہونے اور وزارت کو چلانے کے لیے، (اس شعبے کا) علم اور قدرت و مہارت دو بنیادی شرطیں ہیں۔ (اہم انتظامی امور کی اہلیت کے لیے امانت و مہارت ضروری ہے)
- مہارت اور علم کے بغیر کسی کام کی ذمہ داری لینا اس کام کو کما حقہٗ ادا نہ کرنے کا پیش خیمہ ہے
- اقتصادی بحران اور پریشانیوں سے بچنے کیلیئے بچت سے کام لینا اور بحرانی حالات سے نمٹنے کیلیئے تیاری ضروری ہے۔
- اقتصادی مشکلات اور بحران میں معاشرتی اقتصاد کی ترقی کے شرائط سے استفادہ کرنا ضروری ہے۔
- حکومت کے لیے بحرانی اور قحط کی صورتحال میں غذائی مواد کی پیداوار اور تقسیم میں کنٹرول ضروری ہے۔
- مملکت کی بحرانی صورت میں حکومتوں کو اختیار ہے کہ لوگوں کو ان کے اپنے اموال و املاک میں تصرّف کی آزادی محدود کردیں اور انھیں عمومی مصالح کی طرف لے جائیں۔

آیات ۴۶ - ۵۷ (رموز واسباق)

- حکمرانوں کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں کی فلاح و خوشحالی کے لیے اقتصادی مسائل کی پیش بینی اور حساب و کتاب (Forecasting and accounting for economic issues) پر مشتمل پروگرام مرتب کریں
- حکومت کو چاہیے کہ بحرانی حالات میں اقتصادی امور (پیداوار اور اس کی تقسیم) کی نگرانی کرے
- معاشرے کے مالیاتی امور کی سرپرستی کے لیے صاحب علم اور امین ہونا، شرط ہے۔
- اپنی حیثیت و مقام کو واپس لانا اور نامناسب و ناروا تہمتوں کو دور کرنا ضروری ہے (داعیین الی اللہ کے لیے بالخصوص، کیونکہ جس شخص کو لوگ بندوں کے معاملہ میں امانت دار نہ سمجھیں اس کو وہ خدا کے معاملہ میں امانت دار نہیں سمجھ سکتے)
- غیرت مند انسان کے لیے الزام سے آزادی، زندان سے آزادی سے زیادہ اہم ہے
- خواب آئندہ کے حالات و واقعات کو بتانے اور بیان کرنے والے ہو سکتے ہیں، خواب ممکن ہے کہ انسانوں کے لیے اپنے اندر الہامات اور مشکلات میں راہنمائی کے رموز رکھتے ہوں۔
- لوگوں کی عزت و ناموس پر تجاوز کرنا، ان کے ساتھ خیانت ہے۔
- لوگوں سے خیانت کرنا، گناہ اور ناپسندیدہ کام ہے
- اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے مکروفریب کو ثمر بار اور نتیجہ خیز نہیں ہونے دیتا

آیات ۴۶ - ۵۷ (رموز واسباق)

- ☜ جو شخص کسی کو منصب و مقام دے رہا ہے اسے چاہیے کہ اس منصب کو لینے والے شخص کی طاقت اور اس کی امانت داری کا یقین حاصل کرے (وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ أَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِي ۖ فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ)
- ☜ حکومتوں کو اقتصادی پروگرام دینا اور انسانوں کو چاہے کافر ہی ہوں بھوک، قحط اور مشکلات سے نجات دینا جائز اور پسندیدہ کام
- ☜ مفادات، خواہ مادی ہی کیوں نہ ہوں، ان کے حصول میں کامیابی حکمرانوں کے سامنے جھکنے اور زمین بوس ہونے میں نہیں بلکہ، ذاتی وقار، عزتِ نفس اور غیرت و حمیت کے تحفظ میں ہے
- ☜ حضرت یوسف (علیہ السلام) کا غلامی اور زندان میں اسیری کے بعد قدرت و حکومت حاصل کرنا، تمام علل و اسباب پر اللہ تعالیٰ کی مشیّت کی حاکمیت کی محکم دلیل۔
- ☜ اللہ تعالیٰ، نیک کام (احسان) کرنے والوں کو دنیا میں اپنی جزاء و عطا سے نوازتا ہے۔
- ☜ عفت، پاکدامنی، امانت، صداقت، اللہ وحدہ لاشریک کی پرستش، اپنے علم کو نہ چھپانا اور ذمہ داری کو قبول کرنا، سب نیک کاموں (احسان) کے مصداق
- ☜ اخروی اجر سے بہرہ مندی کی شرط، ایمان اور تقوی کا التزام (ولاجر الاخرۃ خیر للذین ءامنوا وکانوا یتقون)
- ☜ حضرت یوسف (علیہ السلام)، متقی مومنین اور آخرت پر یقین رکھنے والوں کا واضح اور روشن نمونہ تھے